Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 25, 2025

The Essence of Sufism and Spiritual Journey in Light of Syed Hujwiri's Teachings

تصوف وسلوک کی حقیقت، سیدِ ہجویرؒ کے افکار کی روشنی میں

Muhammad Saleem Anwar
Ph.D Scholar
Minhaj University, Lahore
Email: wfjhelum@gmail.com

Abstract

The reality of Sufism and spiritual journey (*suluk*) presents a profound and comprehensive concept in the light of Syed Ali Hujwiri's thoughts. According to Syed Hujwiri, Sufism is not merely about outward rituals and customs, but rather a continuous process of inner purification and refinement of the heart. He states, "A true Sufi is one who purifies his heart from worldly impurities and molds it solely in the love of Allah." In his view, the greatest obstacle on the path of *suluk* is the desires of the ego (*nafs*) and the love of the world, which he refers to as "the shackles of the feet." Syed Hujwiri's fundamental principle is that to attain divine knowledge (*ma'rifah*), it is essential for a person to illuminate the dark corners of their soul with the light of faith (*nur-e-iman*).

Keywords: Sufism (Tasawwuf), *Suluk* (Spiritual Journey), Nafs (Ego, Desires), Light of Faith, divine knowledge (*ma'rifah*).

تصورِ صوفیت:

سیدِ ہجویر حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃاللہ علیہ تصوف وسلوک کے سالکین اور متصوفین کے لیے استدلال قرآن مجید کی اس آیہ کریمہ سے کرتے ہیں:

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَ رْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَا طَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔(1)

”اور (خدائے) رحمان کے (مقبول) بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل (اکھڑ) لوگ (ناپسندیدہ) بات کرتے ہیں، تو وہ سلام کہتے (ہوئے الگ ہو جاتے) ہیں۔“

یہ وہ لوگ ہیں جو لفظ ''عبد'' و ''عباد'' کا معنوی اور عملی اطلاق رکھتے ہیں، ان کی ساری زندگی عبدیتِ کاملہ اور عجز و انکساری میں گزرتی ہے۔

آپؒ فرماتے ہیں کہ ''تصوف'' اور ''صوفی'' کی متعدد تعریفیں اہل علم نے بیان کی ہیں، کوئی کہتا ہے: صوفی وہ ہے جو کملی اوڑھتا ہے، کوئی کہتا ہے: صوفی وہ لوگ ہیں جو روزِ قیامت صفِ اوّل میں ہوں گے۔ کوئی کہتا ہے: صوفی وہ لوگ ہیں جن کا اصحابِ صُفّہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت و عمل کا تعلق ہوتا ہے، اور کوئی کہتا ہے صوفی، صفا سے ہے، اس اعتبار سے حقیقی صوفی وہ ہے جو ظاہر و باطن اور اندر و باہر سے اپنے قول و فعل اور اخلاق و کردار میں صاف و شفاف اور طاہر و مطہر ہو۔

سید ہجویرؒ صوفی و تصوف کی تعریف کو لفظ ''صفا'' سے ترجیح دیتے ہیں۔ اس اعتبار سے صوفی وہ ہے جس میں ہر اعتبار سے صفائی ہو اور جس کی دل و ذہن میں کسی طرح کی کوئی کدورت نہ ہو، کوئی نفرت نہ ہو، کوئی تعصب نہ ہو، کوئی عداوت نہ ہو اور کوئی مخالفت حق نہ ہو۔ غرضیکہ تصوف و سلوک کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے دل و ذہن کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرلے اور دنیا کی محبت اور رغبت سے خود کو پاک کرلے اور ہر طرح کی دنیوی حرص و لالچ کو خود سے دُور کرلے۔ تصوف و سلوک انسان کی دنیا کو پاک و صاف کرتا ہے اور اس کے دل سے دنیا کی کدورتوں کو دُور کرتا ہے، اس لیے یہ دنیا مقامِ بلا و فتنہ ہے، اس کا ہر لمحہ فتنہ و فساد سے مملو ہوتا ہے۔ اس لیے حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انما بقی من الدنیا بلاء و فتنه۔(2)

''اس دنیا میں بلا و فتنہ باقی رہ گیا ہے۔''

جب دل میں صفائی و طہارت نہ رہے، تو اس وقت اس کو پاک کرنے کے لیے تصوف و سلوک کی شدید ضرورت پیش آتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں اس حقیقت کا اظہار یوں ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذهب صفوالدنیا وبقی کدرها۔(3)

''دنیا کی صفائی جاتی رہی اور اس کی کدورت باقی رہ گئی۔''

تصوف و سلوک، دین کی اس صفائی کو لوٹانے کا نام ہے جو صفائی انسان کے عقیدے، عمل اور اخلاق میں اخلاص پیدا کرتی ہے۔ اہل تصوف وہ ہیں جن کی زندگی کے جملہ معاملات خواہ دنیوی ہوں یا اُخروی ہوں، معاشی ہوں یا اخلاقی ہوں، تہذیبی ہوں یا مالی ہوں، ان میں طہارت ہی طہارت اور صفائی ہی صفائی ہوتی ہے اور ان کا دل دنیا کی ہر کدورت، ہر نفرت اور ہر آفت سے پاک ہوتا ہے۔ ان ہی صفات کی بناء پر ''متصوفین'' کو ''صوفی'' کہا گیا ہے۔

''صوفی'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کے عارفوں میں سے ایک منصب ہے۔ اہل تصوف، اللہ کی رضاو خوشنودی کے لیے اپنے دل کو خطراتِ قلبیہ اور آفاتِ دنیویہ سے دُور رکھتے ہیں۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ تصوف و سلوک کی کامل تعلیمات کو اپنانے والے کے لیے لفظ ''صوفی'' بھی جامع لفظ نہیں ہے، اور یہ لفظ صوفی خود صوفی شخصیت کے جملہ احوال کی ترجمانی کے لیے کافی نہیں ہے اور ان کے معاملاتِ عبودیت اور تقرب الی اللہ کا یہ کامل احاطہ نہیں کرتا ہے۔

تصوف اور سلوک کی حقیقت:

مزید برآں فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے علمِ تصوف و سلوک کے بارے میں یہ سمجھا ہے کہ تصوف ایک ایسے طریق کا نام ہے جو ظاہر کی اصلاح کرتا ہے اور مشاہدۂ باطن میں مدد دیتا ہے اور اس کے ساتھ ان لوگوں کا بھی ذکر کرتے ہیں جو تصوف و سلوک کا مکمل انکار کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ اس گمان کا بھی شکار ہو گئے ہیں کہ صوفی اور تصوف بے حقیقت چیز کا نام ہیں اور یہ نام محض نام ہے اور بے اصل اور بے بنیاد ہے۔ حتیٰ کہ بعض اسفل اور جاہل لوگوں نے مسخرہ پن کرتے ہوئے اور ظاہر بینوں سے مل کر تصوف و سلوک کا انکار کر دیا ہے۔ ایسے لوگ سخت حجابِ غفلت میں محجوب ہیں اور اپنی اندھی نظر کی تحقیق پر وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ پھر ان ہی ضالین و گمراہ کی پیروی جاہل عوام کالانعام نے کرنا شروع کر دی ہے اور ان لوگوں نے صفائے باطن کی فطرتی خواہش کو سرے سے اپنے دل سے نکال دیا ہے۔ حتیٰ کہ سلف صالحین اور صحابہ کرامؓ کے طریقے کو ہی انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔

اہلِ طریقت کے امام صدیق اکبرؓ:

اس کے بعد تصوف و سلوک کی راہ پر چلنے والے کو نصیحت کرتے ہیں کہ اے سالک! اگر تو حقیقی صوفی بننا چاہتا ہے اور تصوف و سلوک کی حقیقت سے آگاہ ہونا چاہتا ہے، تو خود کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی راہ پر چلتے ہوئے ''صدیق'' بنالے، تو خود بخود ''صوفی'' ہو جائے گا۔ اس لیے فرماتے ہیں:

اس شعر میں لفظ ''صفا'' کا ایک حقیقی معنی ہے اور ایک مجازی معنی ہے، صفا میں اصل یہ ہے کہ بندے کا دل اللہ کے ماسوا ہر چیز سے منقطع ہو جائے۔ اس کے دل میں یادالٰہی کے سوا کوئی اور یاد باقی نہ رہے جبکہ اس لفظ کی فرع یہ ہے کہ دل دنیا کی محبت سے خالی ہو جائے۔ لفظ صفا کا کامل اطلاق حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ پر اس لیے ہوتا ہے کہ صفا اپنے معنیٰ اصل اور اپنے معنیٰ فرع، دونوں اعتبار سے آپؓ کی ذات میں کامل مفہوم کے ساتھ پایا جاتا تھا۔

ان الصفا صفة الصديقؓ ان اردت صوفيا على التحقيق

''اگر تو واقعی صوفی بننا چاہتا ہے تو یاد رکھ! صوفی کی شان صفا ہے، جس کی حامل شخصیت صدیق اکبرؓ کی ہے۔''

اسی لیے اہل طریقت نے آپؓ کو اپنا امام اور اہل تصوف نے آپؓ کو اپنا مقتدا جانا ہے۔ آپؓ صفائے قلب کے ذریعے پاک و طاہر ہو گئے تھے اور پاک باطن ہو گئے تھے۔ آپؓ کا دل اغیار کی محبت سے اس قدر پاک ہو گیا تھا کہ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی اس میدان میں آپؓ کی ہمسری نہ کرتا تھا، اور آپؓ کا دل اپنی منزل صفا کی بنا پر اس قدر معرفتِ الٰہی اور قربتِ الٰہیہ کی منزل حاصل کر چکا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات و وصال کی خبر پر سب صحابہ کرامؓ پریشان حال تھے، حضرت عمر فاروقؓ اس قدر دل شکستہ ہوئے کہ خود رفتگی کے عالم میں برہنہ تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور للکار کر کہا: جس نے بھی کہا رسول اللہ ﷺ انتقال کر گئے ہیں، اس کا سر قلم کر دوں گا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ صفائے قلب کی کیفیاتِ کمال کے ساتھ اس وقت سب صحابہ کرامؓ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور سب کو یوں مخاطب کیا کہ:

اے لوگو!

الا من عبدا محمدا (ﷺ) فان محمدا(ﷺ) قد مات ومن عبد ربّ محمد ا(ﷺ)فانه حتی لا یموت (4)

''خبردار! جس نے محمد ﷺ کی عبادت کی تو وہ جان لے کہ وہ ہستی وفات پا چکی ہے اور جس نے محمد ﷺ کے ربّ کی عبادت کی ہے، تو وہ ذات اللہ وحدہ لاشریک حی و قیوم ہے۔''

اپنی بات پر مزید قرآن سے دلیل دیتے ہوئے آپؓ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَ فَاْ ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ(5)

'' اور محمد (ﷺ بھی تو) رسول ہی ہیں (نہ کہ خدا)، آپ سے پہلے بھی کئی پیغمبر (مصائب اور تکلیفیں جھیلتے ہوئے اس دنیا سے) گزر چکے ہیں، پھر اگر آپ (ﷺ) وفات فرما جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم اپنے (پچھلے مذہب کی طرف) اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ (یعنی کیا ان کی وفات یا شہادت کو معاذ اللہ دینِ اسلام کے حق نہ ہونے پر یا ان کے سچے رسول نہ ہونے پر محمول کرو گے)۔''

اس آیہ کریمہ نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ جو شخص محمد ﷺ کو خدا مانتا ہے اور آپ ﷺ کی پرستش کرتا ہے، تو وہ سن لے اور جان لے کہ آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، اور وہ شخص جو خدائے محمد ﷺ کی پوجا و پرستش کرتا ہے، وہ خدا موجود ہے اور زندہ ہے، حی و قیوم کی شان کا مالک ہے، اس کے مقابلے میں سب فانی ہیں اور یہی باقی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس دلیل کے ذریعے اپنی باطنی کیفیت ''صفوۃ'' کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ مزید برآں فرماتے ہیں:

''بندے کی شان فانی ہے، ربّ کی شان باقی ہے، بندہ فنا ہو جاتا ہے، اگر اس بندے کا تعلق اس باقی کے ساتھ اس دنیا میں مضبوط و مستحکم ہو اور اس کی

اطاعت و بندگی اس کی پہچان ہو، تو پھر یہ بندہ فنا پا کر بھی باقی ذات کی وجہ سے مقامِ بقا کا مظہر ہو جاتا ہے۔ بندہ اس مقام اور اس حال میں غیر اللہ کو نظرِ ظاہر اور نظرِ باطن دونوں سے دیکھنا بند کر دیتا ہے، وہ فانی ہو کر ربّ کی ذات کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے۔ اس لیے فرماتا ہے:

من نظر الی الخلق هلک ومن رجع الی الحق ملک۔(6)

''جس نے مخلوق فانی کی طرف نظر کی، وہ ہلاک ہو گیا اور جس نے وجودِ باقی اور ذات حق اللہ کی طرف رجوع کیا، وہ ملکی صفات کا حامل ہو گیا۔''

اس لیے ماسوی اللہ اور مخلوق کی نظر کرنا، بندے کو ہلاکت میں ڈالتا ہے اور جبکہ اللہ کی طرف رجوع کرنا بندے کو حیات کی حقیقت سے آشنا کرتا ہے۔ یہی بندہ اس حقیقتِ حیات سے آشنا ہو کر اپنا سب کچھ اللہ کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ اس لیے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے دنیا و مافیھا سے خلو قلب کا مقام حاصل کیا اور ماسوا اللہ سے بے نیاز ہو گئے اور اپنا کل مال و متاع اور اپنی کل ملکیت راہِ مولا میں دے دی اور خود کو ایک پھٹی ہوئی کملی لپیٹ کر اور ٹاٹ کا لباس پہن کر بارگاہِ رسالتمآب ﷺ میں آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ماخلقت لعیالک۔ (اے ابو بکرؓ! اپنے بیوی اور بچوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟) عرض کیا: اللہ و رسولہ۔ یعنی ان کے لیے دو بے بہا خزانے، بے خزاں باغ چھوڑ آیا ہوں اور ان کے لیے دو گنج بیکراں چھوڑ آیا ہوں؛ ایک محبتِ خدا ہے اور ایک متابعت رسول ﷺ ہے۔

حقیقی صوفی کی صفات:

تصوف اور ولایت، ایک صوفی اور ایک ولی کے لیے یہ ہے کہ اس کو یہ مقامِ صفا حاصل ہو جائے۔ وہ دنیوی مال کی گندگی اور میل کچیل سے اپنے دل و باطن کو پاک و صاف کر لے۔ اس تصوف و سلوک کا انکار کوئی بھی اللہ کی ذات پر ایمان رکھنے والا ہر گز نہیں کر سکتا۔ اس لیے حقیقی صوفی وہ ہے جو صاف دل ہو، صاف عمل ہو، صاف خلق ہو، صاف طبیعت ہو، صاف رویہ ہو، جو اپنے عقائد و اعمال اور اخلاق و معاملات میں اتنا شان صفا کا پیکرِ اَتم ہو کہ تمام اقسامِ کدورت اس سے دُور ہوں، عمل و خلق کا ہر میلا پن اس کے وجود سے الگ ہو، وہ ہر تکدر اور تلوثِ دنیا سے منزہ ہو، اور حقیقی صوفی وہی ہے جو تکدر سے گزر کر صفاتِ بشری سے بھی بالا ہو جائے۔ اس کی صفاتِ بشری، مولا کی ذات و صفات میں فنا ہو جائیں۔ اس کا غلبۂ بشری مغلوب ہو جائے۔ وہ ملکوتی صفات کا حامل ہو کر جلوۂ حق اور صفاتِ حق کے انوار کا مشاہدہ کر سکے۔ جیسا کہ زنانِ مصر پر حسنِ یوسف کے مشاہدے میں یہ کیفیت طاری ہوئی تھی کہ وہ اپنی

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 25, 2025

آنکھوں سے حسنِ یوسفی کو دیکھنے لگیں تو حجاباتِ بشریت مرتفع ہو گئے۔ صفاتِ حق کے انوار کا مشاہدہ چہرۂ یوسف علیہ السلام میں کیا تو پکار اُٹھیں، قرآن بیان کرتا ہے:

حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا۔(7)

'' اللہ کی پناہ! یہ تو بشر نہیں ہے۔''

اس مقام حسنِ یوسفؑ نے زنانِ مصر کی کیفیتِ بشری کو بدل ڈالا تھا۔ اس کیفیت میں وہ حسن یوسفی کے لیے حالتِ بشریت کا انکار کرتی ہیں۔ در حقیقت وہ اپنے اس حال میں اپنے باطن کی صفت، صفا کے طلوع ہونے والے آفتابِ حق کا اعتراف کر رہی تھیں۔ صوفی اور تصوف کی یہی حقیقت ہے کہ بندے کا باطن اس طرح پاک ہو جائے کہ وہ جلوۂ حق اور صفاتِ حق کی مکمل اطاعت اور کامل بندگی میں اپنی زندگی بسر کرے۔

مزید برآں سید ہجویرؒ بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ جن کو صفتِ صفا حاصل ہو جاتی ہے، وہ اللہ کے مقرب اور محبوب بندے بن جاتے ہیں۔ ان کا وجود زمین پر مثل آفتاب ہو جاتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

الصفا صفة الاحباب وهم شموس بلا سحاب۔(8)

''صفتِ صفا، محبوبانِ الٰہی کی صفت ہے، وہ مثلِ آفتاب ہو جاتے ہیں، جن پر اَبر کا کوئی حجاب نہیں رہتا ہے۔''

''صوفی'' اور ''ولی'' وہ ہے جس میں صفتِ صفا ہو اور یہ صفت بندے کو صفائے قلب و باطن کے ذریعے مقامِ صفا پر پہنچا کر اللہ کا محبوب و مقرب بناتی ہے اور وہ بندہ محبوبانِ الٰہی میں شمار ہو جاتا ہے اور وہ سب بندوں کے لیے مثل آفتاب ہو جاتا ہے اور وہ ''شمس من شموس اللہ'' کا اعزاز پالیتا ہے، اس کی زندگی اور اس کی بندگی مثل آفتاب روشن اور نمایاں ہو جاتی ہے۔

مقامِ صفا سے ظاہر ہونے والے یہ انوار اور یہ فیوضات صحابہ کرامؓ کو بھی اپنی زندگیوں میں عطا ہوتے تھے۔ اس حوالے سے سید ہجویرؒ، حضرت حارثہ بن زیدؓ کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا:

عبد نور الله قلبه بالايمان۔(9)

''یہ حارثہ بن زید وہ بندہ خدا ہے جس کے دل کو اللہ نے اپنے نور سے منور کر دیا ہے۔''

ان کے دل کانور ان کے چہرے سے عیاں ہوتا ہے۔اللہ کے بندوں اور اس کے ولیوں کی نشانی رسول اللہ ﷺ نے دوسرے مقام پر یہ بیان کی ہے کہ :

اذا راؤ ذکر اللہ۔(10)

''جب ان کو دیکھو تو اللہ یاد آجائے۔''

ان کے چہرے جلوۂ حق کے سامنے کیفیتِ مقمرہ کی شان کے حامل ہوتے ہیں۔ جس طرح چاند، آفتاب سے روشنی لیتا ہے، اسی طرح اللہ کے بندوں کے چہرے ربّ کے انوار سے روشن ہوتے ہیں۔ حضرت حارثہ بن زیدؓ کے چہرے کو دیکھنے سے اور دیکھنے والے میں بھی نورِ حق کے آثار دکھائی دیتے تھے، سید ہجویرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے نور سے ہمیں مصور کیا ہے اور ہمیں اپنی مخلوق بنایا ہے، انسان کے اندر اللہ کا نور ذات اور صفات ہوتا ہے اور اس کی نورِ توحید کی جلوہ ریزی ہے کہ اس دنیا کا کوئی نور، نورِ توحید سے بڑھ کر نہیں ہے، سب نور، نورِ توحید کے مظہر ہیں۔

انسان اپنی چشمِ ظاہر کے ذریعے آفتاب و ماہتاب کے نور سے اکتساب کرتے ہوئے زمین و آسمان کو اور ہر خلق کو ظاہر اً دیکھتا ہے۔ وہ بندہ جس کو منزلِ صفا مل جاتی ہے وہ اللہ کے نور سے احوالِ دنیا کا بھی مشاہدہ کرتا ہے اور احوالِ آخرت بھی اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ اس بات پر جملہ مشائخ کا اجماع ہے کہ باری تعالیٰ صفائے قلب کے ذریعے اس بندے کو یہ منصبِ عالی عطا کرتا ہے۔ اسی امر کی طرف یہ حدیث مبارکہ بھی اشارہ کرتی ہے :

اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنوراللہ۔(11)

''بندۂ مومن کی فراست سے ڈرو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

مزید برآں سید ہجویرؒ فرماتے ہیں کہ جب بندہ قید و مقامات سے آزاد ہو جاتا ہے اور ظاہر و باطن کی کیفیات مکدر سے منزہ ہو جاتا ہے اور مقام تغیر و تلون سے بھی آزاد ہو جاتا ہے اور اس میں تمام احوال محمود کا ورود ہونا شروع ہو جاتا ہے اور ان میں ثبات و استقامت آجاتی ہے اور وہ صفاتِ نفس کی قید سے بھی بیگانہ ہو جاتا ہے اور وہ دنیوی احوالِ حمید و محمود کو نہیں دیکھتا، صرف اور صرف مولا کو دیکھتا ہے اور اپنے لطائف باطن کے مشاہدے میں عجب و نخوت سے اعراض کرتا ہے اور غرورِ نفس سے بچتا ہے اور اپنی کیفیتِ حالیہ کو عقل کے ادراک سے بھی ماوراء رکھتا ہے، تو اس کو دائمی کیفیتِ حضوری میسر آتی ہے۔

صفا، تصوف کا اعلیٰ ترین مقام:

اس لیے فرماتے ہیں ; صفا، تصوف کا اعلیٰ ترین مقام یہ ہے :

لان الصفا حضور بلا ذهاب و وجود بلا اسباب

”صفاایسے حضور کانام ہے جو کبھی زائل نہ ہواور ایسے وجود و موجود کا نام ہے جس میں سبب و علت بلا سبب موجود ہوں۔“

مقامِ صفا پر بندے کی حاضری بلا غیوبت ہوتی ہے اور ہر چیز بلا سبب و علت موجود ہوتی ہے اور وہ حضور جو کسی غیوبت کی وجہ سے مٹ جائے وہ حضور نہیں ہے اور جو موجود سبب و علت سے موجود ہو وہ وجود نہیں ہے۔ جب ایک صوفی اس مقام پر پہنچتا ہے تو وہ دنیا و عقبیٰ سے فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ بظاہر انسانی جسم رکھتا ہے مگر وہ صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگ کر بندۂ خدائی اور بندۂ ربانی ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی نظر میں زر و جواہر اور کنکر و پتھر سب یکساں ہو جاتے ہیں اور جو کچھ اہل دنیا پر دشوار ہوتا ہے، وہ سب اس پر آسان ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ اتباع احکام ہوں یا ہر لمحہ اور ہر لحظہ اللہ کی رضا و خوشنودی ہو۔ سید ہجویرؒ تصوف کی حقیقت، حضرت حارثہ بن زیدؓ کے احوال سے ثابت کرتے ہیں، جن کا ذکر وہ خود رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت حارثہ بن زیدؓ سے سوال کرتے ہیں کہ :

”اے حارثہ بن زید! تم نے آج صبح کیسی گذاری ہے ؟۔۔۔ عرض کیا:

قال اصبحت مومنا باللہ حقا فقال انظر ما تقول یا حارثه! ان لکل شئی حقیقة فما حقیقة ایمانک فقال عزلت وحرفت نفسی عن الدنیا فاستوی عندی حجرها و ذهبها وفضتها و مدرها فاسهرت لیلی و اظمات نهاری حتی صرت کانی انظر الی عرش ربی بارزا وکانی انظر الی اهل الجنة یتزاورون فیها وکانی انظر الی اهل النار یتضارعون و فی روایة یتعاورون۔ (12)

”حارثہ بن زیدؓ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے آج سچا اور پکا مومن ہونے کی حالت میں صبح کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حارثہ! غور کرو، کیا کہہ رہے ہو؟ یاد رکھو! ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر چیز پر ایک دلیل، تمہارے اس دعویٰ کی حقیقت کیا ہے اور تیرے ایمان کی دلیل کیا ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی جان کو دنیا سے علیحدہ کر لیا ہے اور اپنا منہ دنیا سے موڑ لیا ہے، اب میری نظر میں دنیا کے پتھر، سونا، چاندی، کنکر اور کوڑا سب یکساں و برابر ہیں اور جب دنیا و مافیھا سے میں آزاد ہو چکا تو اب مقام اقصیٰ یعنی انتہائی درجہ پر پہنچ گیا ہوں، اب میں شب و روز ربّ العزت کے عرش بریں کا مشاہدہ بِلا حجاب کرتا ہوں اور اسی طرح اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں، وہ سیر و تفریح کر رہے ہیں اور اسی طرح گویا کہ اہلِ دوزخ کو دیکھ رہا ہوں، وہ تڑپ رہے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عرفت" (تو نے حقیقت حیات کو جان لیا)۔ اب اس حقیقت اور کیفیت کو" فالزم "(اپنے منصب کی حفاظت کے لیے لازم پکڑو)، اس لیے کہ یہی سب سے بڑا مقام عرفانِ الٰہی ہے۔“

حضرت سید ہجویرؒ لفظ ”صفا“ پر مزید بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

من صفاه الحب فهو صاف و من صفاه الحبیب فهو صوفی۔(13)

”جو بندہ محبت کے ذریعے صاف ہوا وہ صافی ہے اور جو محبت حبیب میں محو و مستغرق ہوا وہ صوفی ہو گیا۔“

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 25, 2025

لفظ"صوفی" کا خاصہ:

سید ہجویریؒ لفظ "صوفی" کے غیر مشتق ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں: مشتق مانیں تو مشتق کی اپنے مبدا اشتقاق کے ساتھ مجانست ہونا ضروری ہے۔ لفظ 'صوفی' جس معنی سے وابستہ ہے، وہ صافی اور مصفی ہے۔ صوفی وہ ہے جو کمال کا طالب اور صاحبِ کمال ہو، اگر لفظ 'صوفی' کو تصوف سے مانیں تو یہ "باب تفعل" ہے، جس کا خاصہ تکلف کا ہے۔ اس اعتبار سے تصوف، تکلف اور مجاہدے سے عبارت ہے۔ تصوف کی اصل اور جڑ مجاہدہ ہے۔ مزید برآں لفظ "الصفا" پر بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الصفا ولاية ولها اية ورواية والتصوف حكاية للصفاء بلاشكاية۔**(14)**

"صفا ولایت کا نام ہے اور اس کے لیے علامت اور روایت کی ضرورت ہے اور تصوف بلاشبہ حصول صفا کے لیے ایک حکایت ہے۔"

تصوف کے حامل افراد کی اقسام:

سید ہجویرؒ فرماتے ہیں کہ " لفظ "صفا" کے معانی و مطالب، اے طالب! تمہارے اوپر اچھی طرح واضح ہو گئے ہیں، تم کو ان میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہا ہے۔ اب سن تصوف کے حامل تین طرح کے لوگ ہیں: ایک صوفی ہے۔ دوسرا متصوف ہے۔ اور تیسرا مستصوف ہے۔ آپؒ مزید فرماتے ہیں:

"صوفی وہ ہے جو اپنے وجود سے فانی ہو کر باقی بحق ہو جاتا ہے اور قید مزاج و طبائع سے آزاد ہو کر حقیقتِ حقائق کو پالیتا ہے، جبکہ متصوف وہ ہے جو اس درجہ کو حاصل کرنے کی آرزو میں تکلف و مشقت اور مسلسل مجاہدہ کرتا ہے اور صوفی بننے کا خواہش مند رہتا ہے اور صوفیائے کرام کے رسم ورواج کی پیروی کرتا ہے اور اپنے احوال کی ان کے مطابق اصلاح کرتا ہے۔ جبکہ مستصوف وہ ہے جو دنیوی مال و منال حاصل کرنے کے لیے صوفیاء کرام کے اعمال وافعال کی نقل کرتا ہے اور ان کی حرکات و سکنات کو اپناتا ہے۔ اپنے منہ اور زبان سے صوفیاء کے اقوال کہتا رہتا ہے، مگر ان کی حقیقت سے بے خبر ہوتا ہے اور حقیقت تصوف کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے مشائخ عظام یہ فرماتے ہیں:

المستصوف عند الصوفية كالذباب و عند غيرهم كالذئاب۔**(15)**

"مستصوف، صوفیاء کرام کے نزدیک ایک ذلیل مکھی کی طرح ہے، جو کچھ کرتا ہے وہ محض لغو وفضول ہے اور عوام کے حق میں مستصوف مثل بھیڑیے کے ہے (یا بجو کی طرح ہے وہ جو کچھ کرتا ہے سب بیکار ہے)۔"

یہ مستصوف جو کچھ کرتا ہے اس کا مقصد دنیوی مال کے تھوڑے تھوڑے ٹکڑے حاصل کرنا ہوتا ہے۔ غرضیکہ صوفی صاحبِ وصول ہوتا ہے، متصوف

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 25, 2025

صاحبِ اصول ہوتا ہے، جبکہ مستصوف فضول ہوتا ہے۔ جو صوفی ہے، وہ تصوف میں اصل ہے، صاحبِ کشف ہے اور صاحبِ وصلِ محبوبِ حقیقی ہے، اور اپنی حالت میں صاحبِ استقامت ٹھہرتا ہے۔ جو مستصوف ہے، یہ پیچھے رہ جانے والا ہے۔ یہ رسم تصوف کے دروازے پر پڑا رہتا ہے۔ یہ حجابات کے عالم میں گرفتار رہتا ہے۔ یہ کیفیاتِ وصل سے محروم رہتا ہے۔"(16)

صوفی کون ہے؟

صوفی اور تصوف پر مزید کلام کرتے ہوئے حضرت ذوالنون مصری رحمۃاللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ صوفی کون ہے:

الصوفی اذا نطق بان نطقه من الحقائق و ان سکت عنه الجوارح بقطع العلا ئق۔(17)
"صوفی وہ ہے کہ جب کلام کرے تو اس کا کلام حقائق کو منکشف کرے اور جب خاموش ہو تو اس کے جوارح علائق خلق سے کٹ کر خالق سے وصل کے لیے اس کے حال کے ترجمان ہوں۔"

گویا صوفی کی گفتار اور اس کا کردار اس کے مقامِ صفا کو آشکار کرے، اس کا بیان حق ہو اور اس کا سکوت بھی دعوت حق ہو۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃاللہ علیہ تصوف کی حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ تصوف کیا ہے:

التصوف نعت اقیم العبد فیه۔(18)
"تصوف ایک ایسی صفت ہے جو بندے کو صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ بناتی ہے۔"

تصوف ایک ایسی خصلت ہے جو بندے سے دائماً مجاہدات اور ریاضات کا تقاضا کرتی ہے۔ ان میں استمرار اور استقامت ہی بندے کی بندگی کو چار چاند لگاتی ہے۔ مزید برآں حضرت ابوالحسن نوری رحمۃاللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ وہ تصوف کو یوں دیکھتے ہیں:

التصوف ترک کل حظ للنفس۔(19)
"تصوف تمام حظوظ نفسانیہ کے ترک کا نام ہے۔"

تصوف میں لذاتِ نفسانیہ کا ترک ہونا بندے کا فعل ہے، جبکہ لذاتِ نفسانیہ اور حظوظِ جسمانیہ کا فنا ہونا یہ منجانب اللہ بندے کے لیے انتخاب انعام ہے۔

مزید برآں حضرت ابوالحسن نوریؒ فرماتے ہیں کہ جب بندہ یہ کام کر دیتا ہے تو اس کے ذریعے وہ اس طبقۂ صوفیا میں شامل ہو جاتا ہے، جن کی پہچان یہ ہے:

الصوفية هم الذین صفت ارواحهم۔(20)
"صوفی وہ لوگ ہیں جن کی روحیں کدورت بشریت سے مجلی اور مصفی ہوتی ہیں۔"

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 25, 2025

خصاروا فی الصف الاول بین یدی الحق۔(21)

''وہ تمام آفاتِ نفسانیہ سے پاک ہو کر بارگاہِ الٰہی میں صفِ اوّل کے اندر درجہ تقرب پاتی ہیں۔''

اور حتی کہ اس صوفی کی اس دنیامیں یہ حالت ہو جاتی ہے:

الصوفی الذی لا یملک ولا یملک۔(22)

''صوفی وہ ہے جو نہ کسی کا مالک ہو اور نہ کسی کی ملک ہو۔''

صوفی کی قید میں کچھ نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ خود کسی کی قید میں مقید ہوتا ہے۔وہ فانی الصفت ہو کر کسی شئے کا مالک نہیں رہتا اور نہ ہی کسی غیر ذات کا مملوک ہوتا ہے۔ملک اس کی صحیح ہوتی ہے جو خود موجود ہو اور مملوکیت کا بھی وہی اہل ہوتا ہے، جو موجود ہو۔گویا صوفی اپنی مشیت اور اپنے ارادے کو ماسوی اللہ سے منقطع کر لیتا ہے، تاکہ وہ کسی غیر کی اطاعت و بندگی کی طمع ہی نہ کر سکے۔اس لیے حضرت سید ہجویرؒ فرماتے ہیں:

التصوف حقیقة لا رسم له۔(23)

''تصوف ایک زندہ حقیقت کا نام ہے یہ کوئی رسم نہیں ہے۔''

تصوف، بندے کے وجود میں ایک زندہ حقیقت اس وقت بنتا ہے جب بندہ ماسوی اللہ سے خود کو منقطع کر لیتا ہے۔اس لیے سید ہجویرؒ فرماتے ہیں کہ صوفی اپنی ذات سے نابینا ہو جاتا ہے اور ذات واجب الوجود کے ساتھ بینا ہو جاتا ہے۔حضرت ابوالحسن مصریؒ تصوف کی تعریف یوں کرتے ہیں:

التصوف صفاء السر من کدورة المخالفة۔(24)

''تصوف اپنے ضمیر کو مخالفت حق سے محفوظ رکھنے کا نام ہے یا تصوف اپنے نفس کی جلا اور نورانیت کو کدورت اوہام سے بچانے کا نام ہے۔''

حق کی محبت موافقت حکم کا نام ہے، موافقت کی ضد مخالفت ہے۔ایک سچے دوست کو کل عالم میں سوائے اطاعت فرمان دوست کے، کچھ بھی محبوب نہیں ہوتا ہے۔تو جب سالک و دوست کی مراد وہی ہوئی جو دوست حقیقی کی مراد ہے، تو اب مخالفت کہاں ہو گی، اور جب دوستی میں موافقت ہی موافقت ہے، تو اب مخالفت کا تو امکان ہی نہیں رہتا، تو اس اعتبار سے تصوف، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی مکمل موافقت کا نام ہے، اور جہاں مخالفتِ احکامِ الٰہی اور مخاصمتِ متابعت رسول ﷺ ہے، وہاں سرے سے تصوف نہیں ہے۔(25) اس لیے حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن ابی طالب فرماتے

ہیں:

التصوف خلق فمن زاد علیک فی الخلق زاد علیک فی التصوف۔(26)
''تصوف ایک نیک خصلت کا نام ہے جو نیک خصلتوں میں زیادہ ہے وہی اعلیٰ ترین صوفی ہے۔''

سید ہجویرؒ فرماتے ہیں کہ ایک خصلت نیک بحق ہے اور دوسری خصلت نیک بمخلوق ہے۔ وہ بندہ جو ربّ کی رضا و قضا سے راضی رہے، وہ خصلت نیک بحق پر کاربند ہے، اور وہ بندہ جو مخلوق کا بارِ خدمت اپنے سر پر لے ل،ے وہ خصلت نیک بمخلوق پر گامزن ہے۔ یہ دونوں خصلتیں بندے کو جلوۂ حق سے مستنیر کرتی ہیں۔ جب صوفی ایسا ہو جاتا ہے تو باری تعالیٰ اس کو یہ حال عطا کرتا ہے۔ بقول حضرت ابو محمد مرتعش الصوفی رحمۃ اللہ علیہ:

لا یستبق حمته خطوته البتة۔(27)
''صوفی وہ ہے جس کا خطرۂ قلبی اس کے قدم ہمت سے آگے نہ بڑھ سکے۔''

صوفی کی ہمت، دل کی نیت اور اس کا ارادہ سب یکساں اور برابر ہوتا ہے۔ اس کا جسم جہاں ہوتا ہے وہاں اس کا دل بھی ہوتا ہے، جو اس کا قول ہوتا ہے وہی اس کا عمل ہوتا ہے۔ صوفی وہ ہے جو حاضر بحق بھی ہو اور جو حاضر بخود بھی ہو۔ یہی مقام جمع الجمیع ہے۔ حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں:

الصوفی لا یری فی الدارین مع اللہ غیراللہ۔(28)
''صوفی وہ ہے جو دونوں جہاں میں سوائے ذات قدیم کے کچھ نہیں دیکھتا۔''

اس کی تشریح کرتے ہوئے سید ہجویرؒ فرماتے ہیں کہ بندہ غیر ہے اور غیر کو نہ دیکھنا ہی اپنے آپ کو نہ دیکھنا۔ ہے یوں حالت نفی اور اثبات میں ایک صوفی اپنی ذات کے لیے کچھ بھی نہیں دیکھتا۔

تصوف و سلوک کے حامل صوفی:

تصوف و سلوک کیا ہے اور اس کا حامل صوفی کون ہے؟۔۔۔ سید ہجویرؒ اپنی معروفِ زمانہ کتاب کشف المحجوب میں تصوف و سلوک کے حاملین اور صوفیاء کو سورہ فرقان میں مذکورہ عباد الرحمن سے موصوف کرتے ہیں۔ لفظ ''تصوف'' و ''صوفی'' کو ''صفا'' سے مانتے ہیں۔ صفا، وہ قلبی اور عملی صفتِ عبید ہے جس کے ذریعے بندے کا قال صاف ہوتا ہے، بندے کا فعل صاف ہوتا ہے اور بندے کا اخلاق صاف ہوتا ہے، بندہ اس صفا کے لیے اپنے سامنے نمونۂ کامل صحابہ کرامؓ اور اہل بیت اطہارؓ کو دیکھتا ہے اور بطورِ خاص رسول اللہ ﷺ کی ذات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے مقامِ صفا کو

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 25, 2025

اپنے لیے نمونۂ عمل دیکھتا ہے۔ تصوف کے ذریعے بندے میں صفتِ صفا فروغ پاتی ہے۔ اس بندے کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اور یہ کہ: لان البشر مدر و المدر لا یخلو من الکدر۔(29) مٹی اپنی اصلیت میں اپنے اندر کدورت اور کثافت رکھتی ہے اس بنا پر ہر بشر کی کثافت کدورت کے بغیر نہیں ہے۔ تصوف بندوں کو صفۃ الاحباب اللہ کے مقرب بندوں میں شامل کرتا ہے اور زمین میں ان کو مثل آفتاب شموس بلا اسحاب بناتا ہے اور بندے کے دل کو بقعۂ نور بناتا ہے اور ''نور اللہ قلبہ بالا یمان'' کی منزل عطا کرتا ہے۔ تصوف بندے کو اللہ کے ہاں ایسی حضوری دیتا ہے، جو دائمی ہوتی ہے، حضور بلا ذھاب، تصوف و سلوک میں بندہ اس مقام ارفع و اعلیٰ پر پہنچتا ہے جہاں وہ رب کے عرش کے نظارے کرتا ہے۔

کانی انظر الی عرش ربی بارزوا صفت صفا۔**(30)**
''ایک صوفی کو کل معاملات بندگی میں صفت حب کا مالک بنا دیتی ہے۔''

جس کی وجہ سے وہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بے پناہ محبت کرتا ہے، وہیں ان کے فرمودات کی اطاعت بھی کرنے لگتا ہے اور وہیں وہ صافی دل ہو کر اللہ کی ہر خلق سے بے پناہ محبت کرنے لگتا ہے۔ یہ صاف دل صوفی جب مقامِ صفا پر فائز ہو کر اپنی زبان کھولتا ہے تو اس کی زبان حقائق کو بیان کرتی ہے۔ صوفی کا عمل تصوف اس کو اللہ کا وہ بندہ بناتا ہے جس کی بندگی پر اللہ ناز کرتا ہے۔ اس لیے کہ یہ بندہ اپنے نفس کی تمام لذتوں کو ربّ تعالیٰ کی خاطر چھوڑ دیتا ہے، اور صوفی وہ ہے جو ہر وقت خود اللہ کو اللہ کے حضور جانے اور جو ''بین یدی الحق'' کا پیکر بنا رہے اور جو خود کو ہر حال اس کا ذاکر اور شاکر بنائے اور جو اپنی دنیا ایسی گزارے کہ کوئی اس کا دنیوی مالک نہ ہو اور نہ یہ خود کسی کا مملوک ہو۔ لا یملک اور و لا یملک اس کی شان ہو۔ صوفی تصوف کے ذریعے دین اسلام میں وہ مقام حاصل کرے کہ اس کا ہر قدم موافقِ شریعت ہو، اس کی صفتِ ولایت سراسر موافقتِ حق اور محبتِ مولا اور متابعتِ رسول ﷺ کا تقاضا کرتی ہے۔ تصوف اور صوفی سارے کا سارا حسنِ اخلاق اور آدابِ حیات کا نام ہے، اس لیے تصوف، قرآنی اور نبوی اخلاق کا نام ہے جن میں سے ایک؛ خذالعفو (الاعراف، 7: 199) ہے، یعنی اللہ کے بندوں سے در گزر کرو، لوگوں کو بھلائی کی ترغیب دو۔ دوسرا؛ و امر بالمعروف (الاعراف، 7: 199) اور جہالت اور جاہلوں سے علیحدگی اور اعراض کرو۔ اور تیسرا؛ و اعرض عن الجاهلین (الاعراف، 7: 199) ہے۔ سید ہجویرؒ، حضرت مرتعش رحمۃ اللہ علیہ کا قول، تصوف کے حقیقت میں لاتے ہیں کہ تصوف کیا ہے:

التصوف حسن الخلق۔ **(31)**
''تصوف سراسر اعلیٰ اخلاق کا نام ہے۔''

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 25, 2025

اور حضرت ابو علی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کا تائیدی قول بھی نقل کرتے ہیں کہ تصوف کیا ہے:

التصوف هوالاخلاق الرضية۔**(32)**
"تصوف اعلیٰ خصلتوں اور ارفع اخلاق کا نام ہے۔"

اور حضرت ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول لاتے ہیں کہ

ليس التصوف رسوما ولا علوما ولكنه اخلاق۔**(33)**

انبیاء علیہم السلام کی ذواتِ اقدس سے تصوف کا تعلق:

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم تصوف کو انبیاء علیہم السلام کی ذواتِ اقدس سے لیتے ہیں، باری تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو کامل نمونۂ حیات بنایا ہے۔اس لیے فرمایا:لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنه۔(الاحزاب33:21)اس چشمۂ سیرت اور اس بحرِ سیرت سے ہم مستفیض ہو کر قرآنی قصص الانبیاء کے تحت ان کے اخلاق کریمانہ سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔اس لیے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول تصوف کی کل حقیقت واضح کرنے کے لیے ذکر کرتے ہیں،آپؒ نے فرمایا ہے:

التصوف مبنى على ثمان خصال۔
"تصوف آٹھ خصلتوں کا نام ہے۔"

اس میں سخاو سخاوت ہے :جو کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیتے ہیں۔اس میں رضا ہے:جو کہ ہم حضرت اسحاق و حضرت اسماعیل علیہما السلام سے لیتے ہیں۔اور اس میں صبر ہے:جو کہ ہم حضرت ایوب علیہ السلام سے لیتے ہیں۔اس میں اشارۃ و کنایۃ سے بات کرنا ہے:جو کہ ہم حضرت زکریا علیہ السلام سے لیتے ہیں۔اس میں مسافرت اور اجنبیت اور خلوت ہے:یہ ہم حضرت یحییٰ علیہ السلام سے لیتے ہیں۔اس میں خرقہ اور لباس صوف پہننا بھی ہے:یہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لیتے ہیں۔اس میں اللہ کی نشانیاں دیکھنے کے لیے کائنات میں آیات الٰہیہ کا مشاہدہ کرنا بھی ہے۔اس میں زمین کی سیر و سیاحت بھی ہے یہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لیتے ہیں۔اس تصوف و سلوک میں سب سے بڑھ کر مقام فقر و استغنا بھی ہے۔و اما الفقر فلمحمد المصطفى عليهم اجمعين۔یہ ہم سید المرسلین خاتم النبیین اور امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذاتِ اقدس سے لیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:یہ ہمارا کل تصوف و سلوک ہے۔(34)

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 25, 2025

فی زمانہ تصوف کی حقیقت:

آج سے 1000 سال قبل تصوف کی معاشرے میں حالتِ زار کو بیان کرتے ہیں اور اس قول سے آج ہم عصر حاضر میں بھی تصوف میں آنے والی خرافات کو بھی جان سکتے ہیں۔ وہ قول شیخ ابوالحسنؒ کا نقل کرتے ہیں کہ:

التصوف الیوم اسم بلا حقیقۃ وقد کان حقیقۃ بلا اسم۔ (35)

"آج کل تصوف نام ہی نام رہ گیا ہے، تصوف اپنی حقیقت میں نظر نہیں آتا، کبھی تصوف حقیقت تھا اور آج کی طرح فقط اسم اور رسم نہ تھا۔"

فرماتے ہیں کہ وہ زمانہ عہدِ صحابہ کا تھا، عہد تابعین اور عہد تبع تابعین اور سلف صالحین کا تھا۔ مزید فرماتے ہیں کہ آج فقط صوفیاء کے اعمال کی نقل کا نام تصوف ہے، ان کی اصل نہیں ہے۔ رسمی صوفی بہت ہیں، حقیقی صوفی کوئی کوئی ہے۔ آج اعمال تصوف اور اخلاق تصوف خود اہل تصوف کے ہاں ہی مفقود اور مجہول ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ اس تجزیے اور نقد کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ تم تصوف کا ہی انکار کر دو۔ اگر کوئی لفظ تصوف کا انکار کرنا چاہے تو کوئی حرج نہی،ں مگر حقائق تصوف کا انکار ممکن نہیں ہے۔ اگر کوئی عین تصوف کا منکر ہے، تو وہ جان لے وہ قرآن و سنت، احکام شریعت و طریقت اور وہ اسوۂ و اخلاق انبیاء علیہم السلام کا منکر ہے اور قرآنی اور نبوی خصائلِ محمودہ کا منکر ہے، حتیٰ کہ آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کا منکر ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی سید ہجویرؒ کے بارے میں رائے:

سید ہجویرؒ آج بھی مانند آفتاب اپنی کتاب کشف المحجوب کے ذریعے بندگانِ خدا کو تصوف و سلوک کی حقیقت اور تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کے اسرار و رموز سمجھا رہے ہیں اور اس بات کا اعتراف حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی یوں کرتے ہیں کہ:

کشف المحجوب تصنیف علی ھجویری است اگر کسے را پیری نہ شد چوں ایں را مطالعہ کند او را پیدا شود۔ (36)

"اگر کسی کا مرشد نہ ہو تو جب وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے گا، تو یہ کتاب اس کو مرشد کا فائدہ دے گی۔"

بلاشبہ سید ہجویرؒ اس خطے میں بسنے والے ہر مسلمان اور ہر مومن کے محسن ہیں۔ آج ہمارے وجودوں میں اسلام کی عظیم دولت اور ایمان و عمل کی عظیم سعادت اور قیام صلاۃ و عبادات اور سجدوں کی حضوری و لذت سید ہجویرؒ کی مساعیٔ جمیلہ اور محنتِ شاقہ کا نتیجہ ہے اور ان کی اقامتِ دین اور احیائے اسلام کی

کاوشوں کا ثمر ہے۔آج اس سارے خطے میں ان ہی کے دم قدم سے اسلام کی روشنی ہے۔

سید ہجویرؒ۔۔۔اقبالؒ کی نظر میں:

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے بجاطور پر سیّد علی ہجویریؒ کو اس خطے کے مسلمانوں کا محسن عظیم جانتے اور مانتے ہوئے یوں اعتراف کیا ہے:

خاکِ پنجاب از دمِ اُو زندہ گشت
صبح ما از مہرِ اُو تابندہ گشت

سید ہجویرؒ کی درگاہ بطور عظیم درسگاہ:

آپؒ کی درگاہ ہر دور میں عام لوگوں کی دینی تعلیم و تربیت، عقائد و اعمال اور اخلاق و افکار کے لیے ایک عظیم درسگاہ بھی رہی ہے، جس نے ہر دور میں تشدد اور انتہا پسندی کا خاتمہ کیا ہے اور اس نے معاشرے میں ایمان و ایقان اور محبت و اخوت کے چراغ روشن کیے ہیں اور ایثار و مساوات کی اسلام کی آفاقی تعلیمات کو فروغ دیا ہے۔امانت و دیانت کے تصورات کو معاشرے میں عام کیا ہے اور روادارانہ فلاحی معاشرے کی بنیادیں رکھی ہیں۔

سید ہجویرؒ کی تعلیمات انسانیت کے لیے مشعل راہ:

سید ہجویرؒ نے اس خطے کے لوگوں کو سمجھایا اور دعوت دین دی کہ تمہاری تمام تر توانائیوں، طاقتوں اور قوتوں کا سرچشمہ ذاتِ الٰہی ہے، اسی سے تم لو لگاؤ، اپنا ذہنی و قلبی تعلق اس کے ساتھ مضبوط کرو، اپنی تمام قوتوں کو مجتمع کر کے اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ، اپنے لب پر ہمہ وقت اسی کا نام لو، اپنے قل اور اپنی روح کو اس کی یاد سے سرشار رکھو۔ تعلق باللہ کا یہ مسلسل عمل ہی تمہارے اوپر ایک ایسا جہاں واہ کرے گا جس سے تمہارے قلب و روح میں کیف و سرور طمانیت و سکون کے چشمے پھوٹ پڑیں گے۔ کائنات کے سربستہ راز تمہارے اوپر منکشف ہونے لگیں گے۔ خدا کی محبت ہی رازِ حیات ہے۔ تم اس کو زندگی کا مقصد قرار دے کر اس ترویج و تبلیغ میں مصروف رہو۔ سید ہجویرؒ کی ان مساعیٔ جمیلہ نے ان کو قافلۂ حق کا برصغیر پاک و ہند میں سالار اعظم بنا دیا۔ آپؒ کے وجودِ سعید کی برکتوں سے برصغیر میں اسلام کے شجر کی آبیاری ہوئی۔ انسانوں کے درمیان محبت، دوستی اور رواداری کو فروغ ملا، اسلام کی اس آفاقی تعلیم اور سید ہجویرؒ کی اس عملی دعوت کے نتیجے میں صدیوں سے برصغیر پاک و ہند کا یہ خطہ روشنی کا ایک مینارہ بنا ہوا ہے۔ آپؒ کے حسنِ علم و عمل نے رہتی دنیا تک انسانیت کو تابندگی اور راہنمائی عطا کی ہے، جس کا اہم ترین منبع و ماخذ آپؒ کی کتاب کشف المحجوب ہے جو اسلام کی تعلیمات کی عملی اور واقعی تصور ہمارے

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 25, 2025

سامنے پیش کرتی ہے۔آپؒ کا درِ اقدس اس خطے کے لوگوں کے لیے محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کا ہمیشہ بہترین مرکز رہا ہے۔پنجاب کی دینی ثقافت سے آپؒ کی محبت کو دُور کرنا ایک ناممکن کام نہیں تو مشکل امر ضرور ہے۔یہ آپؒ ہی کی ذاتِ اقدس ہے جس نے اس شہر لاہور کو "قطب الارشاد"، "قطب البلاد"، اور "مدینۃ الاولیاء" بنایا ہے اور آپؒ ہی کی ذاتِ اقدس کے طفیل شہر لاہور ساری دنیا کے لیے مرجع خلائق رہا ہے اور آج بھی ہے۔

ایک ہزار سال قبل ہند کی سرزمین سے حضرت علی بن عثمان، ہجویریؒ نے حرفِ حق کے ذریعے اللہ کی وحدانیت، رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور اسلام کی حقانیت کا جو بیج بویا تھا، وہ اللہ کی مدد و نصرت سے ایک ایسا تناور درخت بن گیا جس کی جڑیں اس زمین میں انتہائی مضبوط ہو گئی ہیں اور شاخیں وسیع فضا میں ہر سو پھیل گئی ہیں۔

سید ہجویرؒ کی تعلیمات کے عام انسانوں کے کردار پر اثرات:

سید ہجویرؒ کے افکار و نظریات میں محبت واخوت اور انسان دوستی کی تعلیمات ہیں۔آپؒ کے متصوفانہ افکار نے اس خطے کے لوگوں کے کردار کو دوسرے انسانوں کے لیے قابل رشک اور قابل تقلید بنایا ہے،آپ کی کتاب کشف المحجوب ہر دور میں ایک رہبرانہ فریضہ سرانجام دیتی رہی ہے جس کی فکری اور عملی روشنی سے ایک عالم مستفید ہو رہا ہے۔سید ہجویرؒ برصغیر پاک وہند میں قافلۂ علم وحکمت کے ہمیشہ سرخیل رہے ہیں اور کاروان شریعت وطریقت کے علمبردار رہے ہیں۔

سید ہجویرؒ، کمال محبتِ رسول ﷺ اور قابل رشک متابعتِ رسول ﷺ میں ولایت کے ارفع واعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔آپؒ نے خود کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت ومتابعت میں فنا کیا ہے اور احکام الٰہیہ کو اپنے وجود پر حقیقی معنوں میں نافذ کیا ہے۔جس کی بنا پر آپؒ نے اپنے سر پر مظہر انوار الٰہیہ کا تاج سجایا ہے اور بے شمار کفر و شرک میں مبتلا انسانوں کو رشد وہدایت سے سرفراز کیا ہے۔آپؒ نے اپنی نظر کیمیا اثر کے ذریعے بے شمار گم گشتگانِ بادیہ کفر وضلالت کو صراط مستقیم پر گامزن کیا ہے۔آپؒ کی ظاہری حیات اور برزخی حیات آج بھی فیض رسانِ عالم ہے۔آپؒ کا وجود منبع روحانیت ہے،آپؒ علوم ظاہری اور باطنی کے بحر ذخائر تھے۔اس لیے مولانا جامی نے آپ کو "عارف وعالم بودہ" لکھا ہے۔لعل بیگ معلی نے اعتراف کیا ہے کہ "آپ در فنون علم ماہر بود" تھے۔مفتی غلام سرور نے آپ کو "جامع بود میاں علوم ظاہر و باطن" کہا ہے۔(37)

آپؒ نے سلطان محمود غزنوی کی موجودگی میں ایک ہندو فلاسفر سے مناظرہ کیا۔آپؒ نے یہ مناظرہ بیس سال کی عمر میں کیا، جب سلطان محمود غزنوی کی

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 25, 2025

زندگی کے آخری سال تھے۔آپؒ نے اس مناظر میں ہندو فلاسفر کو شکست فاش دی۔(38)

امام ابوالقاسم بن ہوازن القشیری رحمۃاللہ علیہ کے ساتھ تعلق صحبت رہا۔وہ آپؒ کے ہم زمانہ تھے،فرماتے ہیں وہ فقید المثال ''خود بدیع است'' تھے اور بلند مقام ومرتبے کے حامل تھے۔''وقدر ش رفیع است'' ان کی تصانیف بڑے ہی پائے کی اور محققہ تھیں ''وتصانیف نفیس جملہ با تحقیق''۔(39)

امام اعظم ابو حنیفہؒ سے آپ کو بے پناہ عقیدت تھی اور ان کا نام بڑے احترام واکرام کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

امام اماماں و مقتدائے سنیاں ، شرف فقہا وعز علماء ابوحنیفه بن نعمان
بن ثابت الخراز۔**(40)**

کشف المحجوب ایک بیش بہا گنجینہ:

آپؒ کی کتاب کشف المحجوب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ فارسی زبان میں لکھی جانے والی یہ پہلی کتاب ہے جو مسائل شریعت،طریقت اور حقیقت کا ایک بیش بہا گنجینہ ہے۔اولیاء متقدمین کے حالات کی ایک ثقہ دستاویز ہے اور یہ تصوف کے حوالے سے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سارے شکوک وشبہات کا ازالہ کرتی ہے۔اس کے بار بار مطالعہ سے حجاباتِ حق مرتفع ہوتے ہیں اور نئے نئے انکشافات قلب وذہن کی سطح پر وارد ہوتے ہیں،اس نادر ونایاب کتاب کو جو ہر دَور میں عوامی وعلمی پذیرائی ملی ہے،وہ کسی اور فارسی زبان میں لکھی جانے والی کتاب کو میسر نہیں آئی ہے۔اکابر علماء اور اولیاء نے خود بھی اس سے استفادہ کیا ہے اور طالبانِ حق کو اس سے مستفید ہونے کی تاکید بھی کی ہے۔اس میں سب ناقصوں اور کاملوں کے لیے سامانِ ہدایت ہے۔فارسی کی اس پہلی کتاب نے برصغیر پاک وہند کو تصوف کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرایا۔اگرچہ اس سے قبل عربی زبان میں بے شمار کتابیں موجود تھیں۔حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ اس کتاب کشف المحجوب کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر کسےرا پیری نه باشد چوں ایں را مطالعه کند او راپیدا شود۔**(41)**
''اگر کسی کا مرشد نہ ہو تو جب اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو اس کو مرشد مل جائے گا۔''

کشف المحجوب کے کمال کلام پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور کتب تصوف میں کشف المحجوب راہنما کتاب ہے اور اس خوبی کے ساتھ فارسی میں کوئی

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 25, 2025

دوسری کتاب نہیں ہے۔اسی حقیقت کااعتراف مفتی غلام سرور قادری کرتے ہیں کہ:

و ہیچ کس را بروی جائے سخن نی بلکه پیش از در کتب تصوف ہیچ کتابی به زبان فارسی تصنیف نه شده بود۔**(42)**

''کشف المحجوب پر کوئی زبان اعتراض میں لب کشائی کی جرات نہیں کر سکتااور فارسی زبان میں کشف المحجوب سے پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔''

غرضیکہ برصغیر پاک وہند میں اسلامی تصوف وسلوک کو جامع انداز میں پیش کرنے والی یہ اوّلین تصنیف ہے جس سے بعد کے زمانوں کے علماءاور اولیاء مسلسل مستفید ہوتے رہے ہیں اور ہورہے ہیں۔حضرت فریدالدین عطارؒ،مولاناعبدالرحمن جامیؒ،خواجہ محمد پارساؒ جیسے اوالوالعزم مشائخ اور کبار صوفیاء نے اس کتاب کشف المحجوب سے خوب استفادہ کیاہے۔اس کتاب کی روشنی،تابندی اور تازگی نے ہر دور کے اہل علم اور صاحبان فکر و نظر کو خوب متاثر کیاہے۔یہی وجہ ہے اس کتاب کے محقق متن،مستند تراجم،جامع حواشی اور معتبر تخریج کی کوششیں ہر دور میں خوب سے خوب ہوتی رہی ہیں۔اردو زبان میں اس کے اب تک 30 تراجم سامنے آچکے ہیں۔

یہ کتاب اور صاحبِ کتاب ''آیت من آیات اللہ'' کی شان رکھتے ہیں،ہر غیر متعصب صاحبِ علم اور ہر اہل دل اور ہر صاحبِ نظر و فکر اس درگاہ کو اپنے لیے ایک درسگاہ سمجھتا رہاہے اور اپنے استفادے،اپنے اکتساب،اپنے مشاہدے اور اپنے تجربے اور اپنے تجزیئے اور اپنے قلبی وروحانی مراقبے کو مختلف الفاظ کے قالب میں ڈھال کر بیان کرتارہاہے اور کررہاہے لیکن اس میدان اکتساب فیض میں باری تعالی نے حضرت خواجہ اجمیر معین چشتیؒ کو جو اعزاز بخشاہے، ساری دنیا آج اس کااعتراف کرتی ہے اور سید ہجویرؒ کی شان میں ان کا یہ شعر زبان زد خاص وعام بن کر سید ہجویرؒ کے مقام و مرتبے کو لوگوں پر یوں آشکار کرتا ہے کہ:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 25, 2025

حوالہ جات:

1. الفرقان،25: 63
2. ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابو عبداللہ، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4035
3. النسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، کتاب الاشربۃ، بحوالہ کشف المحجوب، ص49
4. بخاری، محمد بن اسماعیلؒ، امام، صحیح بخاری،1: 166
5. آل عمران،3: 144
6. ہجویری، سید علی بن عثمانؒ، کشف المحجوب، مترجم ابو الحسنات، محکمہ اوقاف لاہور، ص30
7. یوسف،12: 31
8. ہجویری، سید علی بن عثمان، کشف المحجوب، ص137
9. ایضاً۔
10. نسائی، احمد بن شعیب، ابو عبدالرحمن، سنن کبریٰ، ج10، ص124
11. ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسی، سنن ترمذی، حدیث نمبر3127
12. ھیثمی، مجمع الزوائد،1: 57، مصنف ابن ابی شیبہ،11: 42
13. ہجویری، سید علی بن عثمان، کشف المحجوب،140
14. ایضاً، ص 141
15. ایضاً
16. ایضاً
17. ایضاً، ص 142
18. ایضاً،
19. ایضاً، ص 143
20. ایضاً
21. ایضاً
22. ایضاً
23. ایضاً، ص144
24. ایضاً، ص 145
25. ایضاً
26. ایضاً
27. ایضاً، ص 146
28. ایضاً
29. ایضاً، ص 137
30. ایضاً، ص 139

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 25, 2025

31. ایضاً،ص 150
32. ایضاً،ص 151
33. ایضاً،ص 149
34. ایضاً،ص 146
35. ایضاً،ص 152
36. تصوف اسلام،عبدالماجد دریاآبادی، طبع اعظم گڑھ،ص52
37. سید علی بن عثمان ہجویری، کشف المحجوب،ص30
38. ایضاً
39. ایضاً،ص 209
40. ایضاً،ص 117
41. دریاآبادی، عبدالماجد، تصوف اسلام،، طبع معارف اعظم، لکھنو،ص52
42. لاہوری، مفتی غلام سرور، خزینۃ الاصفیاء، مکتبہ نبویہ،2: 232